حضرت علی ابن ابی طالب ؑ

اسلام کا ہیرو

حکیم الامت علامۂ ہندیؒ سید احمد نقوی

مولود کعبہ

۱۳؍رجب روز جمعہ ہجرت سے ۲۲ سال پیشتر ۶۰۰ء میں علیؑ ابن ابی طالبؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اور خانہ کعبہ میں بجز علیؑ کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی۔ (مناقب ابن مغازلی، فصول المہمہ مالکی، ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی، خوص الامہ سبط ابن جوزی، انسان العیون علی ابن برہان الدین)

علیؑ نام خدا سے مشتق ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خداوند کریم نے حضرت آدمؑ کو خبر دی کہ اس نے علیؑ کا نام اپنے نام علی اعلیٰ پر علیؑ رکھا ہے۔ (فرائد السمطین حموینی) اور جناب ابوطالب نے خدا سے خانہ کعبہ میں دعا کی، ہاتف غیبی نے علیؑ کی مبارکباد میں جناب ابوطالبؑ کو مولود کا نام علیؑ رکھنے کا حکم دیا (زین الفتی) خدا کا نبیوں سے ہم کلام ہونا اور نبیوں کو ماضی و مستقبل کے اہم واقعات کے ساتھ اہم شخصیتوں سے باخبر رکھنا اور اپنے دین کے باقی رکھنے والوں مبلغوں، منادوں کا نام بتانا اگر اصولاً صحیح اور توریت وانجیل وقرآن کی تعلیم کے مطابق ہے، تو اس واقعہ سے انکار ممکن نہیں اور نص خلافت رسول کا یہی فیصلہ ہے۔

اسماء والقاب

(۱) علیؑ آپ کا نام ہے (۲) حیدر آپ کی والدہ نے نام رکھا۔ القاب بہت سے ہیں منجملہ ان کے (۳) ذوالقرنین (۴) بطین (۵) انزع (۶) یعسوب المومنین (۷) امیر المومنین (۸) ولی (۹) وصی (۱۰) تقی (۱۱) قاتل الناکثین وقاسطین (۱۲) شبیہ ہارونؑ (۱۳) صاحب اللواء (۱۴) خاصف النعل (۱۵) کاشف الکرب (۱۶) ابوالریحانتین (۱۷) ابوالحسنؑ والحسینؑ (۱۸) ابوالقصم (۱۹) ابوتراب (۲۰) ابومحمد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(نسائی، تذکرۂ خواص الامۃ، مسند احمد بن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

القاب و اسماء علیؑ کے کسی اخلاقی تاریخی واقعہ کو ظاہر کرتے ہوئے ان کی بزرگی وشرف کو بتاتے ہیں۔

اسلام کا ہیرو

آفرنیش عالم سے اب تک ادوار تاریخی میں ہم ہیروز کی طولانی فہرست پاتے ہیں اور قابل احترام سمجھتے ہیں، لیکن ہمارا ہیرو عجب شان کا ہے۔

ہیروز میں ہم فہرست ان ہیروز کی دیکھتے ہیں جنہوں نے معاشرتی جکڑ بندیوں سے خود کو چھڑایا اور پہاڑیوں کی چوٹیوں، تنگ وتاریک گھاٹیوں وحشتناک

صحراؤں میں بسر کیا، ان کے دامن حقوق الناس کی پامالی، خودغرضی اور افادیت وقطع رحم کے بدنما داغوں سے بچ نہیں سکتے۔ انھوں نے نفسانی کمالات، ریاضت ورہبانیت سے کچھ بھی حاصل کئے ہوں، خلق اللہ ان کے فیوض سے محروم رہی۔ اسلام کو یہ طریقہ پھوٹی آنکھوں نہ بھایا اور ''لا رھبانیۃ فی الدین'' سے زجروتوبیخ کی گئی۔

ایک گروہ ہیروز کا ایسا ہے جو روحانیت سے بیگانہ، خالق ومخلوق کے رشتہ سے بے خبر، اپنی دماغ سوزیوں اور جانکاہیوں سے جس نے حقائق فطرت واسرار عالم میں موشگافیاں کیں اور فلسفۂ کائنات کی بنیاد ڈالی۔ بیشک وہ بھی محسن قوم تھے۔ لیکن ان کی ذہانتیں، جدتیں زمانے کی کہنگی کے ساتھ کہنہ اور فرسودہ ہوگئیں، آنے والی نسلوں نے ان کی تحقیقات کی غلطیوں کا مضحکہ اُڑایا، ان کی تمام کاوشیں یک رُخی، روحانیت سے بے بہرہ، مادیت پرستی کے سوا خالق سے بے بہرہ وناآشنا تھے۔

ایک گروہ ایسا بھی ملتا ہے جس نے اپنی تلوار کے کرتب دکھا کر عالم میں شہرت حاصل کی، ملکی فتوحات اور جوع الارض میں چاردانگ عالم میں مشہور ہوئے۔ ان کی خوں آشامی ان کا طرۂ امتیاز ہوکر ہوا وہوس کا دیوتا بن گیا۔

ہمارا ہیرو علیؑ وہ ہے جو صدق وعدل کی کان، جس کا حسنِ عمل کے ساتھ علم دائمی اتصال رکھنے والا، حقوق الٰہی کا عارف، حقوق عباد کا نگہبان، جس کا دامن خودغرضیوں اور گناہوں کے داغ سے پاک، ریاضت الٰہی و طاعت خداوندی میں فنافی اللہ، جس کے پیکر نورانی کا ایک رخ دنیا والوں کی طرف تھا، دوسرا رخ خالق کی طرف، ایک طرف پیشوائے قوم وحاکم ملک ملکی، مالی، تمدنی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی زندگی کی رہبری کرتا تھا، دوسری طرف عشق الٰہی سے چور محبت خدا سے بھرپور الٰہیات کا حکیم، توحید کا نقیب، رسالت کا مبلغ، یاد الٰہی میں ہرآن مشغول، تمام دن دادخواہی میں مخلوق کی بسر کرتا، حقوق ناس کی حفاظت کرتا، محتاجوں، تباہ حالوں کی دست گیری کرتا، بیت المال میں جو پیسہ جمع ہوتا فقیروں پر لٹا دیتا، ملکی انتظامات کے دستور العمل، صوبوں کے گورنروں کو پہنچاتا، روم وشام کے وفدوں کو باریاب کرتا، حکام مملکت کی خبر رکھتا، رعایا کی داد رسی کرتا، یتیموں، بیواؤں کو کاندھے پر لاد کر کھانا پہنچاتا، یہود ونصاریٰ ومجوس ودہریوں کے سوالوں کا جواب دیتا، مجمع اصحاب میں علوم حکمیہ وفلسفیہ کے دریا بہاتا، منبروں، مسجدوں، راہوں میں کھڑے ہوکر اخلاق واحکام الٰہی کی تبلیغ کرتا، راتوں کو محراب عبادت اور میدانوں میں تڑپ تڑپ کر اپنے معبود کی درگاہ میں تضرع وزاری کرتا، خود بھوکا رہتا، پیٹ پر پتھر باندھتا اور جب بھوک زائد ستاتی تو یہ کہہ کر تسکین دیتا ''کیونکر سیر ہوجاؤں جب کہ میرے گرد لوگ بھوک سے تلملا رہے ہیں۔'' میدان جنگ میں جب پیر دھرتا تو موت کا نقشہ کھینچ دیتا۔ علیؑ کی زندگی کی تاریخ کو جانچو۔ غلو اور علیؑ پرستی نہیں ہے۔ تم کو معلوم ہوگا کہ علیؑ تخت حکومت پر عادل وحق شناس بادشاہ ہے، مسند قضا پر بے لاگ جج، میدان جنگ میں صف شکن وغازی، بزم سیاست میں موسس اساس سیاست، تمدن ومعاشرت کا مصلح، لیگ آف نیشن کا پریسڈینٹ، بوریہ پر فقیر، محراب عبادت میں شب زندہ دار، یہودیوں کے باغ

میں مزدور، حلقہ اصحاب میں حکیم وفلاسفر، مسند خلافت پر نبیؐ کی تصویر، مریضوں کے حلقہ میں تیماردار، فیلسوفان عالم کی جان، حقائق الٰہی کا رازدان، ایمان کے قلمرو میں مفتی بھی، مجاہد بھی، اور ان میں سے ہر فن میں مانی ہوئی یکتائی۔ وہ کون سا شعبۂ زندگی ہے جس میں علیؑ نے علوم کے دریا نہیں بہائے۔ غرض کہ ہیرو آف اسلام سرتاج ہیروز ہے۔

اسلام کا سپہ سالار اعظم

علیؑ کی زرہ صرف جسم کے اگلے حصہ پر تھی، پشت پر زرہ نہ تھی، کسی نے پوچھا: ''اگر دشمن پشت سے حملہ کرے تو کیا کیجیے گا۔'' فرمایا: ''خدا مجھ کو اُس وقت کے لئے نہ رکھے کہ میرے دشمن کو اس کا موقع ملے کہ پشت سے حملہ کرے۔'' (مستظرف) یہ تھی قابلیت جنگ کہ دشمن کو اتنا موقع نہ دیتے تھے کہ پشت سے حملہ آور ہو۔ نپولین نے اگر ''برسٹن'' ''اسٹرلیز'' ''این برگ'' ''اسنگ'' وغیرہ پر داد شجاعت دی اور اپنا سکۂ شجاعت جمایا۔ ''ہمنی بال'' اگر تاریخ میں بہترین جنرل ہوا۔ ''سیزر'' کاملیس'' ''اسپیو کے'' ''ہنڈمبرگ'' ''قیصر ولیم'' سبھی بڑے بڑے جنرل ہوئے جو تاریخ عالم میں اپنی شجاعت کے خراج حاصل کرتے رہے گے۔ لیکن تاریخ انکار نہیں کرسکتی کہ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو ذاتی منفعت کے لئے داد شجاعت نہ دے رہا ہو۔ ''سیزر'' کا مقصد روم کا ڈکٹیٹر بننا تھا۔ ''نپولین'' فرانس کا جگمگاتا تاج اپنے سر پر دیکھنا چاہتا تھا۔ ''ہمنی بال'' روم کی عداوت کے شعلہ کو بجھانا چاہتا تھا۔ ''ہنڈنبرگ ولیم'' فرانس کی رقابت میں دیوانہ تھا اور نو آبادیات حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھا۔ علاوہ اس کے ملک کی تائید حاصل تھی، قواعد داں فوج تھی، اسلحہ کی فراوانی تھی، خزانے سیم وزر سے پٹے پڑے تھے اور سب جنرل توپ گولے، کثیر فوج اور سامان اسلحہ کی مدد سے لڑے۔ دست بدست جس طرح تنہا علیؑ تلوار لے کر کثیر فوجوں سے لڑا کئے، یہ مثال تاریخ عالم میں یادگار رہے اور حقیقتاً یہ شجاعت ہے۔ پر دنیا بھر کے جنرلوں کا سرتاج علیؑ صرف ایک تلوار اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہ رکھتا تھا، گرسنگی سے شکم پر پتھر باندھتا، فاقوں سے نڈھال، نہ فوج، نہ لشکر، نہ خزانہ، نہ ملک کی تائید بلکہ سخت ترین مخالفت، نہ خود غرضی کا شائبہ، فقط حکم خدا اور رسول کا سہارا۔ ایسے وقت میں شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر میدانِ جنگ علیؑ کے ہاتھ رہا۔ ایسی کوئی لڑائی نہیں لڑے جس میں شکست کھائی ہو، یہ وہ شجاعت تھی جس نے عالم میں **''لا فتیٰ الا علی علیہ السلام لا سیف الا ذو الفقار''** کی آواز بدر کے میدان میں گونجتے ہوئے نہ سن لی ہو۔ (مناقب ابن مغازلی، فضائل الصحابہ سمعانی)

دنیا بھر کے جنرلس ابتدا میں ایک معمولی سپاہی تھے۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ماتحت سپاہیوں کی طرح فنون جنگ سیکھ کر آگے بڑھے۔ علیؑ کے لئے تاریخ نہیں بتاسکتی کہ کسی سے فن سپہ گری سیکھا ہو۔ کسی افسر کی کبھی ماتحتی کی ہو سوائے اپنے چچا حمزہ کے۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے علیؑ کو کسی دنیاوی سپہ سالار سے تشبیہ نہیں دی، کیوں کہ ہر جنرل کی شجاعت تعلیم وتربیت سے ہوتی ہے اور مادی ترقیوں کی غرض سے، بخلاف علیؑ کی شجاعت کے، جو دنیا کے حقیقی امن وامان کے لئے تھی، تہذیب واخلاق وتمدن کی اصلاح کے لئے تھی،

سرمایہ داری مٹانے کے لئے تھی، حفاظت خود اختیاری کے لئے تھی، دفاع کے لئے تھی۔ دنیاوی جنگوں سے تعلق ہی کیا تھا؟ وہ قاضی کی تادیبی تلوار اور استاد و معلم کی تادیبی قمچی تھی۔ اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''جو شخص ہیبت موسیٰؑ بن عمران کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے'' (مودۃ القربیٰ سید علی خاں، ینابیع المودۃ) دونوں کے فتوحات کی یک رنگی کو دیکھو۔ جناب موسیٰؑ فرعون سے لڑنے نہ آئے تھے، قوم بنی اسرائیل کو ظلم سے نجات دلانے آئے تھے۔ علیؑ نے بھی دنیاداروں، سرمایہ پرستوں سے مزدوروں، فقیروں کو دنیا فریبی سے نجات دلائی اور سیاست الٰہیہ کا پرچم لہرایا۔ اسلام کی ہر جنگ اسی لئے تھی جو علیؑ ہی کے ہاتھوں سر ہوئی۔ اور ہر صلح کی تکمیل بھی علیؑ ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ ہر اسلامی لشکر کے سپہ سالار علیؑ ہی تھے۔ علیؑ پر کبھی کوئی افسر نہیں کیا گیا۔ قرب وفات رسولؐ نے علیؑ کو اپنے پاس رکھا اور تمام چھوٹے بڑے اصحاب کو زیر قیادت اسامہ مدینہ سے ہٹانا چاہا۔ اور مخالفت حکم رسولؐ پر لعنت فرمائی۔ سب نے رسولی لعنت گوارا کر لی، رسولؐ کا بلا استثنا صحابہ پر آخر وقت لعنت کرنا اگر حکم خدا اور بوحی نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آخر وقت کی یہ لعنت بازی رسولؐ کے لئے کہاں تک جائز تھی۔ سب نے حکم خدا و رسولؐ کی اپنے مصالح خلافتی کی وجہ سے اسامہ کا ساتھ چھوڑا اور مدینہ واپس آئے (فتح الباری، قسطلانی، تہذیب التہذیب ذہبی، شرح مواقف، افکار الابکار آمدی، ملل و نحل شہرستانی، کتاب المغازی، تاریخ واقدی، تاریخ بلادوی) رسولؐ کو چھوڑ کر یہ اصحاب لڑائیوں سے بھی بھاگتے تھے۔ خیبر، احد و صفین اور سریۂ بنی نملہ میں بھی سبھی بھاگے۔

(کتاب المغازی، خواص الامۃ، فتح الباری، مشکوۃ، سیرۃ ابن ہشام، تاریخ ابوالفداء خمیس دیار بکری، صحیح مسلم، صحیح بخاری، استیعاب ابن عبدالبر، معارف ابن قتیبہ)

ضربت علیؑ کی خصوصیت

رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ ''علیؑ کی ایک ضربت جنگ خندق میں افضل ہے عبادت ثقلین سے۔'' دنیا کی عبادتیں جو خدا کے تقرب و اخلاص سے ہوں افضل ترین اعمال سے ہیں۔ لیکن سب عبادتیں اپنی ذات کے لئے ہیں، دوسروں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان میں کوئی ملکی، مذہبی، قومی افادیت نہیں ہے۔ اپنا تکمیل نفس ہے۔ تقرب الٰہی کے لئے جو ہر مکلف انسان کا فریضہ ہے، حفظ اسلام وقوانین وآئین اسلام کے تحفظ کے لئے جو تلوار اُٹھے بیشک وہ تمام عالم کی عبادت سے ازروئے افادیت بہتر ہے۔ تارک الدنیا راہب اور عبادت میں زندگی بسر کردینے والوں کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگی کو افادی بنائیں۔ عابد بن کر زندگی کا ماحصل صرف ایسی عبادت کو نہ بنائیں جس میں افادیت نہ ہو۔ اسی لئے رسولؐ نے فرمایا تھا: ۔۔۔۔۔۔۔۔ ''عالم کی دو رکعت نماز افضل ہے عابد کی ہزار رکعت نماز سے۔'' اس لئے کہ عالم کی مشغولیتیں افادی ہیں اور عابد کی عبادت استفادی ہے۔

علیؑ کی جنگ خندق حفظ اسلام کے لئے تھی۔ جس وقت عمر بن عبدود خندق پھاند کر مسلمانوں کے سر پر آ گیا تھا اور جملہ مسلمان مقابلے سے جان چرائے بیٹھے تھے اور اسلام کا خاتمہ ہو رہا تھا، لہٰذا علیؑ کی جنگ کی افادیت کا کیا کہنا جس نے عمر کو قتل کر کے اسلام کو بچا لیا۔　☆☆☆